جناب محترم مفتی صاحب،

غیر مقلد حضرات ہم پہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ واضح اور صحیح حدیث کی موجودگی میں بھی ہم امام کی بات مانتے ہیں اور حدیث کا رد کرتے ہیں۔ دلیل کے طور پر وہ یہ بات پیش کرتے ہیں کہ حدیث کے مطابق نمازِ عصر کا وقت سایہ ایک مثل ہونے پر شروع ہوتا ہے، جبکہ احناف اس وقت کو عصر کا وقت تسلیم نہیں کرتے بلکہ سایہ دو مثل کے برابر ہونے کو عصر کے وقت کی ابتدا مانتے ہیں۔ اُمید ہے کہ اُن کے اس اعتراض کے تشفی بخش جواب سے آگاہ فرمائیں گے۔

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۷۲/۲۰۰۹
مورخہ ________

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

سوال میں ذکر کردہ اعتراض اور اس قسم کے دوسرے اعتراضات اکثر غیر مقلدین کی طرف سے مقلدین خصوصاً حنفیہ پر کیے جاتے ہیں جو محض مذہبی تعصب کی بنیاد پر ہوتے ہیں، اگر اصل حقیقت کو سامنے رکھا جائے تو اس قسم کے اعتراضات پیدا ہی نہ ہوں وہ یہ کہ قرآن وسنت کے بعض احکام تو ایسے ہیں جنہیں ہر معمولی لکھا پڑھا آدمی سمجھ سکتا ہے ان میں کوئی ابہام، اجمال اور تعارض نہیں ہے، بلکہ جو شخص بھی انہیں پڑھے گا بغیر کسی الجھن کے ان کا مطلب سمجھ لے گا مثلاً قرآن کریم کا ارشاد ہے:

{وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا} [الحجرات : ١٢]

تم میں سے کوئی کسی کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرے

جو شخص بھی عربی جانتا ہو وہ اس ارشاد کے معنیٰ سمجھ جائے گا اسے کسی کی رہنمائی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ یا مثلاً نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

لا فضل لعربی علی عجمی

کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں

یہ ارشاد بھی بالکل واضح ہے، لیکن اس کے برعکس قرآن وسنت کے بہت سے احکام ایسے ہیں جن میں کوئی ابہام یا اجمال پایا جاتا ہے اور کچھ احکام ایسے بھی ہیں جو قرآن ہی کی کسی دوسری آیت یا آنحضرت ﷺ ہی کی کسی دوسری حدیث سے متعارض معلوم ہوتے ہیں،

اب ایسے موقع میں آیات اور احادیث میں ترجیح وتطبیق دینے میں، ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام مالک امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) کا اختلاف ہو جاتا ہے، اور یہ اختلاف شرعی دلائل پر مبنی ہوتا ہے اور ایسے اختلاف کو نبی کریم ﷺ نے امت کیلئے رحمت فرمایا ہے، اب ایسی صورت میں کسی ایک امام کی اتباع کرنا دراصل شریعت پر ہی عمل کرنا ہے کیونکہ کسی امام کی اتباع اس کی ذات کی وجہ سے نہیں کی جاتی بلکہ ان کی اتباع سے مقصد شریعت کی اتباع ہوتا ہے، لہٰذا یہ اعتراض کہ "حنفی لوگ واضح اور صحیح حدیث کی موجودگی میں بھی امام کی بات مانتے ہیں اور حدیث کا رد کرتے ہیں" سراسر غلط ہے،

اور یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ صرف امام ابو حنیفہؒ ہی کی تقلید ضروری نہیں بلکہ ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کی بھی تقلید کی جاسکتی ہے، البتہ تقلید صرف کسی ایک امام ہی کی جائے ایسا نہ ہو کہ جس مسئلہ میں

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

جس امام کا قول پسند آئے اس پر عمل کر لیا جائے، اس سے انسان اتباعِ نفس میں مبتلا ہو جائے گا جو انسان کے دین و ایمان کیلئے مہلک ہے۔

نمازِ ظہر کا انتہائی وقت اور نمازِ عصر کا ابتدائی وقت کیا ہے، اس مسئلہ کا تعلق بھی دوسری قسم کے احکام سے ہے، ان دونوں نمازوں کے وقت کے بارے میں مختلف احادیث وارد ہیں، جس کی وجہ سے فقہاء کرام کے درمیان ظہر کے انتہائی وقت اور عصر کے ابتدائی وقت میں اختلاف بھی ہو گیا، چنانچہ وہ احادیث یہ ہیں:

السنن الكبرى للبيهقي وفي ذيله الجوهر النقي – (١ / ٣٦٤)

أخبرنا أبو الحسين : على بن محمد بن عبد الله بن بشران ببغداد أخبرنا على بن محمد المصرى حدثنا عبد الله بن محمد بن أبي مريم حدثنا الفريابى حدثنا سفيان الثورى عن عبد الرحمن بن الحارث عن حكيم بن حكيم بن عباد عن نافع بن جبير بن مطعم عن ابن عباس قال قال رسول الله –صلى الله عليه وسلم– :« أمنى جبريل عليه السلام مرتين عند البيت ، فصلى بى الظهر حين مالت الشمس فكانت بقدر الشراك ، **ثم صلى بى العصر حين كان ظل كل شىء مثله** ، ثم صلى بى المغرب حين أفطر الصائم ، ثم صلى بى العشاء حين غاب الشفق ، ثم صلى بى الفجر حين حرم الطعام والشراب على الصائم ، ثم صلى بى الظهر من الغد حين كان ظل كل شىء قدر ظله ، ثم صلى بى العصر حين كان ظل كل شىء مثليه ، ثم صلى بى المغرب حين أفطر الصائم ، ثم صلى بى العشاء لثلث الليل الأول ، ثم صلى بى الفجر فأسفر ، والتفت إلى فقال : يا محمد هذا وقت الأنبياء من قبلك ، والوقت فيما بين هذين الوقتين ».

اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت جبریلؑ نے پہلے دن نبی کریم ﷺ کو نمازِ عصر مثلِ اول پر پڑھائی تھی، چنانچہ امام شافعی، امام حنبل اور حنفیہ میں سے امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ اسی کے قائل ہیں۔

سنن الترمذي – (١ / ٢٧٨)

حدثنا هناد [بن السري] حدثنا عبد الرحمن بن أبي الزناد عن عبد الرحمن بن الحرث بن عياش بن أبي ربيعة عن حكيم بن حكيم وهو ابن عباد بن حنيف أخبرني نافع بن جبير بن مطعم قال : أخبرني ابن عباس أن النبي صلى الله عليه و سلم قال **أمني جبريل [عليه السلام] عند البيت مرتين فصلى الظهر في الأولى منهما حين كان الفيء مثل الشراك ثم صلي العصر حين**

(جاری ہے۔۔۔)

كان كل شيء مثل ظله ثم صلي المغرب حين وجبت الشمس وأفطر الصائم ثم صلى العشاء حين غاب الشفق ثم صلي الفجر حين برق الفجر وحرم الطعام على الصائم **وصل المرة الثانية الظهر حين كان ظل كل شيء مثله لوقت العصر بالأمس** ثم صلي العصر حين كان ظل كل شيء مثليه ثم صلي المغرب لوقته الأول ثم صلي العشاء الآخرة حين ذهب ثلث الليل ثم صلي الصبح حين أسفرت الأرض ثم التفت إلى جبريل فقال يا محمد هذا وقت الأنبياء من قبلك والوقت فيما هذين الوقتين قال أبو عيسى وفي الباب عن أبي هريرة و بريدة و أبي موسى و أبي مسعود [الأنصاري] و أبي سعيد و جابر و عمرو بن حزم و البراء و أنس

قال الشيخ الألباني : حسن صحيح

اس حدیث میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے دوسرے دن ظہر کی نماز مثل اول پر پڑھائی ،اس سے پتا چلتا ہے کہ ظہر اور عصر کا وقت مشترک ہے۔ چنانچہ امام مالکؒ اسی کے قائل ہیں۔

صحيح البخاري-نسخة طوق النجاة - (١ / ٢٣١)

حدثنا أيوب بن سليمان قال حدثنا أبو بكر عن سليمان قال صالح بن كيسان حدثنا الأعرج عبد الرحمن وغيره عن أبي هريرة ونافع مولى عبد الله بن عمر عن عبد الله بن عمر أنهما حدثاه عن رسول الله ? أنه قال إذا اشتد الحر فأبردوا بالصلاة (عن الصلاة) فإن شدة الحر من فيح جهنم

٥٣٥ - حدثنا ابن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن المهاجر أبي الحسن سمع زيد بن وهب عن أبي ذر قال أذن مؤذن النبي ? الظهر فقال أبرد أبرد أو قال انتظر انتظر وقال شدة الحر من فيح جهنم فإذا اشتد الحر فأبردوا عن الصلاة **حتى رأينا فيء التلول**

٥٣٦ - حدثنا علي بن عبد الله قال حدثنا سفيان قال حفظناه من الزهري عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة عن النبي ? قال إذا اشتد الحر **فأبردوا بالصلاة فإن شدة الحر من فيح جهنم**

اس حدیث میں آیا ہے کہ ظہر کی نماز کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے خوب ٹھنڈے وقت میں پڑھو، صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ اتنی تاخیر ہوگئی کہ ٹیلوں کا سایہ نظر آنے لگا،

یہ بات تجربہ سے ثابت ہے کہ ٹیلوں کا سایہ مثل اول سے پہلے نہیں بنتا بلکہ یہ کافی تاخیر سے بنتا ہے،اس سے لگتا ہے کہ ظہر کا وقت مثل اول پر ختم نہیں ہوتا جب ظہر کا وقت ختم نہیں ہوا تو عصر کا کیسے شروع ہو سکتا ہے؟

(جاری ہے۔۔۔)

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

اس طرح کی کئی احادیث ہیں، ان مختلف احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے فقہاء کے مختلف اقوال ہوگئے، خود امام ابو حنیفہ سے ظہر اور عصر کے وقت میں کئی روایات ہیں، زیادہ تر مشہور اور مفتٰی بہ روایت یہ ہے کہ ظہر کا وقت مثل ثانی تک ہے اور عصر کا وقت مثل ثانی سے شروع ہوتا ہے، اور احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ظہر مثل اول سے پہلے پہلے پڑھ لی جائے اور عصر مثل ثانی کے بعد پڑھی جائے تاکہ بالاتفاق دونوں نمازیں درست ہو جائیں، تاہم چونکہ حنفیہ میں سے امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہا اللہ کا مذہب یہ ہے کہ عصر کا وقت مثل اول سے شروع ہو جاتا ہے اس لئے مجبوری (سفر، بیماری وغیرہ) کی صورت میں اگر کوئی عصر کی نماز مثل اول کے بعد پڑھ لے تو نماز ادا ہو جائے گی۔ ——— واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم.

محمد اویس
محمد اویس سیالکوٹی کان اللہ لہٗ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۷/محرم الحرام/۱۴۴۰ھ
18/ستمبر/2018ء

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفراللہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۸/محرم الحرام/۱۴۴۰ھ
19/ستمبر/2018ء

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۲۲/۲۰۰۹
۱۱/۱/۱۴۴۰ھ
۲۰۱۸/۹/۲۲

الجواب صحیح
۸/۱/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح
محمد مسعود عفی عنہ
۸/۱/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح
بندہ محمود اکبر عفی عنہ
۸/۱/۱۴۴۰ھ

مفتی

Scanned by CamScanner